ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بانی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۳۰ محرم الحرام ۱۴۰۵ھ

۲۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

انتظار حسین اسعد قادری

ممانعت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دو لعنت والی چیزوں سے احتراز اور پرہیز کرو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ وہ لعنت والی کون کون سی چیزیں ہیں۔ آپ نے فرمایا لعنت کا مستحق وہ شخص ہے جو لوگوں کے راستے یا ان کے سایہ دار مقامات میں قضائے حاجت کرتا ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت معاذ بن انس الجہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں گھٹنوں کو پیٹ سے ملا کر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ اس وقت جب کہ جمعہ کے دن امام خطبہ پڑھ رہا ہو۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جمعہ کے روز خطبہ دیا اور اپنے (طویل) خطبہ میں فرمایا کہ پھر تم اے لوگو! ان دو درختوں کو کھاتے ہو (یعنی لہسن اور پیاز) اور میری نظر میں یہ خبیث چیزیں ہیں۔ اور بے شک میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ اگر آپ کو مسجد میں ان دونوں کی بو کسی شخص سے آجاتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو مدینہ سے خارج کروا کر بقیع (قبرستان) تک پہنچوا دیا کرتے تھے۔ اس لئے جو ان دونو چیزوں کو کھائے تو اس کو چاہئے کہ پکا کر ان کی بدبو کو زائل کر دے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے لہسن یا پیاز کھایا تو وہ ہم سے علیٰحدہ یا ہماری مسجدوں سے کنارہ کش رہے۔

ف: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنی خوشبو وغیرہ سے محبت تھی اسی قدر بدبو سے نفرت تھی اس لئے فرمایا کہ بدبودار چیز استعمال کر کے کوئی ہماری مسجد میں نہ آئے۔

سگریٹ اور حقہ نوش مسلمان کو اس حدیث سے سبق لینا چاہئے۔

حاسد اگر تجھ پہ حسد کرتا ہے
کر صبر کہ وہ کار بد کرتا ہے
اپنی پستیوں کو کر رہا ہے محسوس
تیری بلندیوں سے کد کرتا ہے

مرسلہ: خاموش مبلغ
ملتان

نقطۂ نظر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۳۰ شمارہ ۱۶

رئیس الادارہ
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مجلس ادارت
مولانا محمد اجمل قادری
عبدالرشید انصاری
ظہیر میر ایڈووکیٹ
انتظار حسین اسعد قادری

بدل اشتراک
فی کاپی: -/۲ روپے

پاکستان میں بذریعہ ڈاک
سالانہ ۵۲ شمارے -/۸۰ روپے
ششماہی ۲۶ شمارے -/۴۵ روپے



کراچی کا المیہ

۱۰ محرم الحرام کو وطن پاک کے بعض دوسرے شہروں کے علاوہ عروس البلاد کراچی میں جو دلخراش واقعات رونما ہوئے ان پر ہر محب وطن شہری افسردہ اور فکرمند ہے ۱۸ مارچ ۸۳ء کو لیاقت آباد میں جو قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور پانچ چھ سال پہلے کراچی کے گولیمار میں جو خونریزی ہوئی یہ ایک مستقل سازشی اور فتنہ پرور سلسلہ ہے۔ پاکستان ہمارا پیارا وطن اس وقت نازک عبوری دور سے گذر رہا ہے ہم صبر و دانش کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے۔ آتش زنی، مال و اسباب کی تباہی اور بے گناہوں کی مظلومانہ موت پر صدمے کے اظہار کا حق محفوظ رکھتے ہوئے فی الحال ملتان میں اہلسنت اکابر علماء کی ایک پریس کانفرنس اپنے ادارتی کالموں میں پیش کر رہے ہیں۔ امید ہے کہ متعلقہ ارباب بست و کشاد اپنی خاص فکری وابستگیوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے انصاف و عدل پر مبنی اقدامات کریں گے کیونکہ بہرحال انہوں نے بھی ایک دن کسی حاکم کو جواب دینا ہے۔

ملتان ۱۶ اکتوبر۔ ملکی سلامتی اور ملی وحدت کا تحفظ وقت کا اہم تقاضا ہے۔ بعض شرپسند عناصر مذہبی حلقوں میں گھس کر مسلمان فرقوں میں باہمی خانہ جنگی اور قتل و قتال کرانا چاہتے ہیں۔ ایسے عناصر سے تمام محب وطن افراد کا خبردار رہنا ضروری ہے۔

ان خیالات کا اظہار جامعہ قاسم العلوم کے شیخ الحدیث

ناشر: مولانا عبید اللہ انور • مقام: اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور • مطبع: شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

و مہتمم مولانا فیض احمد جامعہ خیرالمدارس کے مہتمم مولانا محمد حنیف جالندھری مرکزی تحریک احیائے سنت کے صدر مولانا محمد عبدالقادر ڈیروی، جامعہ عبیدیہ کے مہتمم مولانا مفتی عبدالقادر، جامعہ حقانیہ کے مہتمم اور سوادِ اعظم اہلسنت کے سیکرٹری جنرل علامہ عبدالحق مجاہد نے جامعہ قاسم العلوم میں ہونے والی ایک پریس کانفرنس میں کیا۔

ان حضرات نے ملک کے مختلف حصوں میں ہونے والے حالیہ فرقہ وارانہ فسادات پر گہرے رنج اور تشویش کا اظہار کیا اور مطالبہ کیا کہ مذہبی طبقات کی بنیاد پر نکلنے والے تمام جلوسوں پر پابندی عائد کی جائے۔ انہوں نے کہا اوّل تو شرعی نقطۂ نظر سے جلوس نکالنا کوئی عبادت نہیں اور اگر کوئی فرقہ اسے عبادت سمجھتا ہے تو اس کا دائرہ کار اپنی اپنی عبادت گاہوں میں محدود رہنا چاہئے ۔ انہوں نے کہا کہ فرقہ واریت کی بنیاد پر نکلنے والے جلوس ہمیشہ فتنہ و فساد اور طبقاتی جنگ کا پیش خیمہ بنتے ہیں۔

اس کانفرنس میں مدرسہ خیرالعلوم کے مہتمم مولانا محمد اسحٰق، مولانا محمد عبدالبر قاسم، مولانا مفتی محمد انور شاہ، سید کفیل بخاری اور قاری عبدالغفار نے بھی شرکت کی۔

علمائے اہل سنت والجماعت نے پریس کانفرنس میں درج ذیل مطالبات پیش کئے۔

۱۔ مذہبی طبقات اور فرقہ واریت کی بنیاد پر نکلنے والے تمام جلوسوں پر پابندی عائد کی جائے۔

۲۔ مختلف مسلمان فرقوں میں متنازعہ فیہ مجالس اور تقاریب چار دیواری میں محدود کر دی جائیں۔

۳۔ اسلام دشمن قوتیں ملک میں نفاذ اسلام کے عمل کو سبوتاژ کرنے کے لئے فرقہ واریت کی آگ بھڑکانا چاہتی ہیں۔ انہیں اس منصوبے میں ناکام بنانے کے لئے تمام فرقوں میں اتحاد و اتفاق ضروری ہے۔

۴۔ فرقہ واریت کی بنیاد پر اشتعال پھیلانے والے افراد کے خلاف سخت کاروائی کی جائے۔ بالخصوص حالیہ ہنگاموں کا سبب بننے والے افراد کو فی الفور سزائیں دی جائیں۔

۵۔ ملک کے تمام حصوں بالخصوص کراچی میں گرفتار ہونے والے علماء کرام کو فوراً رہا کیا جائے۔

۶۔ جس مشتعل گروہ نے املاک کو نذرِ آتش کیا ہے ان کے خلاف باضابطہ کاروائی کی جائے اور متاثرہ افراد کے جانی اور مالی نقصان کا معاوضہ ادا کیا جائے۔ قاتلوں کو تختۂ دار پر لٹکایا جائے۔

بقیہ : مجلس ذکر

ہے اور سامعین پر اکھرا۔ اور کسی پر پھبتی اڑانا یہ بھی فحش میں داخل ہے۔

شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیلؑ کے ساتھ جا رہے تھے ایک گروہ کو دیکھا کہ ان کو آگ کی سولی پر چڑھایا ہے وہ سب چلا رہے ہیں۔ آپؐ نے جبرئیلؑ سے پوچھا۔ انہوں نے کہا یہ حال ان کا اس سبب سے ہے کہ یہ سرراہ بازار میں بیٹھ کر لوگوں پر ہنستے تھے۔ لباس اور شکل پر طعن و تشنیع کرتے تھے اور لوگوں کو ہنسانے کے واسطے خراب نام لے کر پکارتے تھے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے ماں باپ کو گالی دے اُس پر خدا کی لعنت ہو۔ صحابہ کرامؓ نے کہا ایسا کون کرے گا؟ آپ نے فرمایا جو کوئی دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے وہ اس کے ماں

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : ادارہ

فحش گوئی قہقہہ اُڑانا

فحش اور بے ہودہ بولنے والا، طعن کرنے والا اور لعنت کرنے والا مومن نہیں ہوتا

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤی اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ۔

اے ایمان والو! کسی سے مسخرہ پن نہ کرنا کیا خبر ہے کہ جن سے مسخری کی جاتی ہے وہ مسخرہ پن کرنے والوں سے اچھے ہوں پھر اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا جو نہایت سخت ہوگا۔

محترم حضرات! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قہقہہ مار کر ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ اور فرمایا جو زیادہ بے تحاشا ہنستا ہے وہ علم سے درگزرتا ہے۔

کسی صحابی کا قول ہے کہ ہر شے کی پلیدی ہے اور پلیدی زبان کی فحش بکنا ہے۔ فحش بکنے والا اور بیہودہ بکنے والا، طعن کرنے والا اور لعنت کرنے والا مومن نہیں ہوتا۔

فحش ایسی گفتگو کو کہتے ہیں کہ جن کے سننے سے عوام کو ہنسی آوے۔ اور کسی کو رنج پہنچے اور جو محض حظِ نفس کے لئے ہو فحش سننا اور بکنا اور کسی کی ہنسی اڑانا اور کسی پر پھبتی کستا اور مادر خوری اور دشنام سے کسی کو یاد کرنا ہی فحش ہے۔ فحش بکنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں برابر ہیں اور یہ کتنی خرابی ہے کہ گناہ میں دونوں برابر ہیں۔ اس لئے بعض اوقات فحش بکا جاتا ہے محض سننے والوں کے لئے اور سنانے کے لئے دوسروں کو سننے والا ایسے جلسوں اور مجلسوں میں شریک ہوا جس محفل مجلس میں سوائے ان باتوں کے کچھ نہیں ہوتا

فحش سننے اور بکنے سے بچنے کے لئے یہ خیال کرنا بس ہے کہ کاتبانِ اعمال میرے کلمات لکھ کر خدا کی جناب میں پیش کرتے ہیں اور روز محشر مجھ کو پیش خدا ان کو پڑھنا ہوگا۔ اس خیال کو جو مدِ نظر رکھے گا وہ فحش سننے اور بکنے سے پرہیز کرے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت حرام ہو گی ایسے پر جو فحش کلام کرے اور جو فحش گو کو دوست رکھے تو اس کے منہ سے نجاست نکلے گی اور اس کی بدبو سے اہل بہشت گھبرا اٹھیں گے جو کوئی فحش گوئی کریگا اس کا منہ کتے کی مانند ہوگا۔

حدیث میں ہے کہ جو کوئی اپنی زبان روکتا ہے خدا اس کے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ قہقہہ مار کر ہنسنا منع ہے جس میں تمام دانت دکھائی دیے جاتے ہوں۔ یہ دل کو سیاہ کرتا ہے اور (تبسم) یعنی مسکرانا اس کا مضائقہ نہیں۔ اور ایسی گفتگو کرنا جس سے سامعین بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسیں اس پر دگنا عذاب

(باقی ۴ پر)

خطبہ
جمعۃ المبارک

ترتیب
عبدالرشید انصاری

اسلام دشمن عالمی قوتیں مسلمانوں کے خلاف صف آرائی میں مصروف ہیں

دینِ حق دنیا میں تاقیامت باقی رہیگا

مسلمان اپنی سلامتی اور ملّی عظمت کے تحفظ کے لئے اسلام کا دامن مضبوطی سے پکڑیں اور قرآن و سنّت پر عمل کریں ۔

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم : یُرِیۡدُوۡنَ لِیُطۡفِـُٔوۡا نُوۡرَ اللّٰہِ بِاَفۡوَاہِہِمۡ ؕ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوۡرِہٖ وَلَوۡ کَرِہَ الۡکٰفِرُوۡنَ ۝ ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ ۙ وَلَوۡ کَرِہَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ ۝

ترجمہ : وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ اپنا نور پورا کرکے رہے گا ، اگرچہ کافر برا مانیں ۔ وہی تو ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرک ناپسند کریں ۝

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

حضرات گرامی ! بلاشبہ کائناتِ عالم کا خالق و مالک خدائے وحدہٗ لاشریک ہے وہ قادرِ مطلق اور حیّ و قیوم ہے ۔ اس کے حق کے دشمنوں کی پھیلائی ہوئی گمراہیوں اور مذاہب و ادیانِ باطلہ کے جھوٹ کو طشت ازبام کرنے اور دنیا کے سامنے دین حق کی صداقت واضح کرنے کے لئے اپنے محبوب سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور اپنا کلام مبین حضورؐ کے قلب اطہر پر نازل کرکے دین حق کی تکمیل اور عظمت و ہدایت کے انعامات پورے کر دینے کا اعلان فرما دیا اور یہ بھی کہہ دیا کہ اس دین اور کتاب ہدایت کو ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے ۔ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ ۝

"بے شک ہم نے ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ و نگہبان ہیں ۔"

جذبۂ جہاد
اور
شوقِ شہادت
نہ ہو تو ایمان ریت کا
وہ کمزور ستون ہے
جس پر
عملکی چھت
نہیں ڈالی جا سکتی ۔

اس لئے دین حق تو بے شک قیامت تک دنیا میں باقی رہے گا لیکن ہر عہد کے مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی بقا اور ملّی عظمت کے تحفظ کے لئے دین کے دامن کو مضبوطی سے تھامے رکھیں ۔ باطل قوتوں کی سرکوبی کے لئے برسرپیکار

رہیں اور جذبہ جہاد کو کبھی سرد نہ ہونے دیں ۔ اس لئے کہ دینی فرائض کی ادائیگی اور دنیا میں زندہ ملّت کی حیثیت سے قائم رہنے کی راہ یہی ہے ۔

آفتابِ نبوّت جب دنیا کی نظروں سے چھپ گیا تو صحابہ کرامؓ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ اور سربراہ منتخب کیا ۔ آپؓ نے منصب خلافت سنبھالنے کے بعد جو پہلا خطبہ ارشاد فرمایا اور جس میں پالیسی آف سٹیٹ کا اعلان کیا اسی میں مسلمانوں کو یہ انتباہ بھی کیا کہ جو قوم راہ حق میں جہاد چھوڑ دیتی ہے اللہ تعالیٰ اسے ذلیل و رسوا کر دیتے ہیں اور جس قوم میں بدکاری پھیل جائے محتاجی اور مصیبتیں اس پر مسلط ہو جاتی ہیں اور تاریخ گواہ ہے کہ مسلمان جب تک اسلام پر عمل کرتے رہے اور میدان جہاد میں کفر سے برسرپیکار رہے دنیا نے ان کی قیادت و امارت کو سلام کیا اور جب انہوں نے اسلامی احکام پر عمل کرنے اور اسلامی احکام کو اپنے معاشرے میں جاری کرنے سے پہلوتہی اختیار کی اور جہاد چھوڑ کر بیٹھ گئے تو عزتیں اور عظمتیں بھی انہیں چھوڑ کر الگ ہو گئیں ۔ پھر ان کی کثرتِ تعداد اور وسائل کی فراوانی نے انہیں کوئی فائدہ نہ دیا اور سیم و زر کے ڈھیر بھی انہیں ذلت و ادبار سے بچا نہ سکے ۔

جہاد اسلام کا خاصہ ہے

اس خصوصیت کو چھوڑ کر مسلمان کی دنیا بچ سکتی ہے نہ دین مسلمان کی کفر سے لڑائی سنتِ پیمبری اور غیر مسلموں کی جنگ تکبر و ہوس کی غارتگری ہے ۔

جنگِ شاہانِ جہاں غارتگری است
جنگِ مومن سنتِ پیغمبری است
جنگِ مومن چیست ؟ ہجرت سوئے دوست
ترکِ عالم ، اختیارِ کوئے دوست
آنکہ حرفِ شوق با اقوام گفت
جنگ را رہبانیِ اسلام گفت
کس نداند جز شہید ایں نکتہ را
کہ بخونِ خود خرید ایں نکتہ را

مطلب یہ ہے کہ ظلم اور کفر کے خلاف مسلمانوں کی جنگ حدود وطن کو وسعت دینے یا مال غنیمت کے لئے نہیں بلکہ مسلمانوں کی جنگ سنتِ پیغمبری کا اتباع کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور کلمۃ الحق کی بالادستی قائم کرنے کے لئے ہوتی ہے ۔ مومن کے لئے شہادت دنیا سے ہجرت کرکے محبوب حقیقی کے کوچہ میں جا بسنا ہے ۔ اسلام کی رہبانیت یہ ہے کہ جب دین کے لئے ظلم و جہالت اور کفر و عدوان کے خلاف معرکۂ حرب و ضرب درپیش ہو تو مومن تختِ حکمرانی ، امورِ جہانبانی اور حجرہ و خانقاہ سے نکلے ، شوقِ شہادت کو دل میں سموئے اور سربکف ہو کر حیاتِ جاوداں کے لئے میدانِ عمل میں آ جائے ۔ جہاد کا جذبہ اور شہادت

جو صورت حال آج ہمیں درپیش ہے ماضی میں کئی مرتبہ ایسے واقعات رونما ہو چکے ہیں ۔ مگر جب تک ہمارے اندر دینی غیرت و حمیّت باقی رہی حالات سے ہم کبھی دل برداشتہ نہیں ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی مدد بھی ہمارے شامل حال رہی ۔

کا شوق نہ ہو تو ایمان نامکمل اور ریت کا وہ ستون ہے جس پر عمل کی چھت نہیں ڈالی جاسکتی۔

بہرکیف! عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جہاد ہر وقت مسلمانوں کے لئے لازمی اور ضروری ہے۔ ملتِ اسلامیہ خصوصًا پاکستانی قوم کو آج جن مشکل حالات کا سامنا ہے۔ میدانِ جہاد میں اترے بغیر ان سے عہدہ برآ ہونا ناممکن ہے۔ اسلام دشمن عالمی طاقتیں مسلمانوں کے خلاف مشترکہ صف آرائی میں مصروف ہیں۔ بھارت اور روس ہمیں صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہتے ہیں اور امریکہ اپنے مفادات کی بندوق پاکستان کے کندھے پر رکھ کر چلانا چاہتا ہے۔ عسکری، افرادی اور اقتصادی قوت کے لحاظ سے بھارت ہم سے نو دس گنا بڑا بڑا ہے اور افغانستان میں موجود روس کے جنگی سازوسامان سے ہمارا کوئی تناسب ہی نہیں۔ بحیثیت مسلمان ہمارے لئے یہ صورت حال کوئی نئی بات نہیں۔ اسلامی فتوحات کی تاریخ میں شاذ و نادر ہی کوئی واقعہ ایسا کہیں مل سکے گا کہ فتح کا پرچم بلند ہوتے وقت مسلمانوں کی تعداد دشمن سے زیادہ یا برابر ہو۔ اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو کامیابی اور فتح ان کی کثرتِ تعداد یا سامان حرب کی بہتات کی وجہ سے کبھی نہیں دی۔ فتح و نصرت مسلمانوں کو ہمیشہ ان کی قوت ایمانی اور شوق و یقین کی فراوانی کی بدولت ملتی رہی ہے۔

محمود غزنوی جو راسخ العقیدہ مسلمان اور ایک جید فقیہہ و محدث عالم دین تھے علم حدیث میں ان کی ایک تالیف "التفرید" بڑا علمی سرمایہ ہے۔ سربراہِ حکومت ہونے کی وجہ سے ان کے نام کے ساتھ سلطان مشہور ہو گیا ہے ورنہ محمود غزنوی بلند پایہ عالم دین اور عابد و شب زندہ دار بزرگ ہیں وہ غزنی اور کابل سے کتنی بار ہندومت کا ظالمانہ فسوں توڑنے کے لئے ہندوستان آئے پہاڑوں دریاؤں اور صحراؤں میں چلتی ریت کے سمندر عبور کرکے راستے میں کئی جگہ ہندو راجاؤں کو شکست دے کر سومنات کے مندر کو تباہ کرنے کے لئے جب پہنچے تو پورے ہندوستان سے کافر حکومتوں ریاستوں اور قبائل کی فوجیں اپنے "چاند دیوتا" کو بچانے کے لئے کالی گھٹاؤں کی طرح امڈ آئیں۔ محمود غزنوی کے پاس چند ہزار فوج تھی وہ بھی سفر کی صعوبتوں سے چور اور وطن سے سینکڑوں میل دور دشمنوں کے علاقے میں تھی۔ مگر بایں ہمہ محمود غزنوی اور ان کی فوج کو فتح نصیب ہوئی۔ وہی اخلاق اور دینی اصول و احکام جن پر ہمارے اسلاف کاربند تھے ان پر عمل پیرا ہو کر آج بھی ہم وقت کے سومناتوں کو توڑ سکتے ہیں۔ ان کے پجاریوں کو شکست و ذلت سے دوچار کر سکتے ہیں اور اپنے تابناک ماضی سے روشنی حاصل کرکے عصر حاضر کی ذلتوں سے نجات پا سکتے ہیں ؂

وہی دیرینہ بیماری وہی نامحکمی دل کی
علاج اس کا وہی نشاط انگیز ہے ساقی

آج جو صورتِ حال ہمیں درپیش ہے ماضی میں کئی مرتبہ ایسے ہی واقعات رونما ہوچکے ہیں مگر جب تک ہمارے اندر دینی غیرت و حمیّت باقی رہی ہم حالات سے کبھی دل برداشتہ نہیں ہوئے اور اللہ تعالےٰ کی مدد بھی ہمارے شامل حال رہی ہے۔ عہدِ فاروقی میں رومی نخوت و غرور کو توڑنے کے لئے امین الامۃ حضرت ابوعبیدہ بن جراح مسلمان افواج کی قیادت کر رہے تھے۔ یرموک کے محاذ پر معلوم ہوا کہ دشمن نے

زبردست فوج مہیا کی ہے مسلمانوں کی تعداد چالیس ہزار اور مقابلے میں رومی فوج چار لاکھ جمع ہو گئی ہے۔ رومیوں نے ہتھیار چلاسکنے کے قابل ہر فرد کو فوج میں شامل کیا اور ان کے مذہبی رہنما بشپ اور پادری بھی لوگوں میں جنگی جوش و غیرت پیدا کرنے کے لئے بڑی تعداد میں ساتھ ہیں۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس بحری فوج بالکل نہیں تھی۔ مسلمانوں کا پہلا بحری جنگی بیڑا حضرت عثمان ذوالنورینؓ کے عہد خلافت میں حضرت امیر معاویہؓ نے بنایا مگر رومیوں نے عہد فاروقی میں حضرت ابوعبیدہؓ کے مقابلے کے لئے اور بزعم خویش خود مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکالنے کے لئے بری اور بحری دونوں افواج جمع کر لیں۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے اپنے فوجی سرداروں سے مشورہ کے بعد دوسری جگہ منتقل ہو کر مزید کمک منگوانے کے بعد لڑائی کرنے کا فیصلہ کیا ـــ اور امیرالمومنین کو خط میں لکھا کہ جلدی کریں اور یکے بعد دیگرے مسلمان مجاہدین کے دستے بھیجئے اگر ایسا نہ ہوا مسلمان یہاں یرموک میں پڑے رہے تو ہلاک کر دئے جائیں گے اور اگر دشمن کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے تو ان کا دین ایمان برباد ہو جائے گا۔ اتنے بڑے دشمن کا وہ ان حالات میں مقابلہ نہیں کر سکتے سوائے اس کے کہ آسمان سے فرشتے ان کی مدد کے لئے نازل ہوں اور یا پھر اللہ تعالےٰ ان کی مدد کے لئے کوئی فوج بھیجے۔ حضرت عمرؓ نے صرف تین ہزار یا بعض روایات کے مطابق سات ہزار افراد کی کمک روانہ کی اور ساتھ ہی حضرت ابوعبیدہؓ کو ایک طویل خط لکھا جسے فتوح الشام ابن اعثم کوفی اور فتوح الشام واقدی نے کچھ فرق کے ساتھ نقل کیا ہے۔ دہلی یونی ورسٹی کے شعبہ اردو و فارسی کے صدر جناب خورشید فارق نے اس تاریخی خط کا ترجمہ نقل کیا ہے۔ کہ حضرت عمرؓ نے اسلامی افواج کے کمانڈر انچیف کے نام خط میں لکھا:۔

اخو ثمالہ آپ کا خط لے کر آیا جس میں آپ نے لکھا ہے کہ رومیوں نے مسلمانوں پر سمندر اور خشکی کے راستے یورش کی ہے اور اپنے بشپوں، پادریوں اور راہبوں کو تم سے لڑانے لائے ہیں۔ بلا شبہ ہمارے مالک کو جس کے ہم شکر گزار ہیں جو ہمارا مشکل کشا ہے جس ذاتِ گرامی نے ہم پر احسانات کئے ہیں اور ہمیشہ ہم کو اپنی نعمتوں سے نوازتا رہتا ہے اسے ان بشپوں اور راہبوں کی موجودگی کا اس وقت بھی علم تھا جب اس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق مبعوث کیا۔ فتوحات سے ان کی عزت افزائی کی اور دشمن کا دل مرعوب کرکے ان کی مدد فرمائی۔ جس نے فرمایا ہے کہ اُس کا کوئی وعدہ جھوٹا نہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو کتاب ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو سارے دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناپسند ہو۔ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ۔ لہٰذا اس لشکر کی کثرت سے تم ہرگز ہراساں نہ ہو کیونکہ اللہ ان سے بیزار ہے اور جس سے اللہ بیزار ہو اس کے لئے فوج کی کثرت بیکار ہے ایسے شخص کو اللہ تعالےٰ اس کے بل بوتے پر چھوڑ کر الگ ہو جاتا ہے۔ تم اپنی قلت سے بھی دل تنگ نہ ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ تمہارے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ اللہ ہو وہ کبھی کم ہمت

نہیں ہوتا۔ پس جہاں تم ہو وہیں ڈٹے رہو حتیٰ کہ دشمن کا تم سے مقابلہ ہو۔ اور مالک کی مدد سے تم کو فتح حاصل ہو۔ وہی بہترین محافظ، سردھرا اور مددگار ہے۔ تمہارے ان الفاظ سے مجھے تعجب ہوا کہ مسلمان اگر دشمن کے سامنے (اسی حالت میں) ٹھہرے رہے تو سمجھ لیجئے کہ وہ تباہ ہوتے اور اگر دشمن سے ڈر کر بھاگ گئے تو سمجھ لیجئے کہ ان کا دین ایمان گیا۔ ان کے سامنے ایسا غنیم ہے جس سے عہدہ برآ ہونے کی ان میں صلاحیت نہیں ہے اِلّا یہ کہ اللہ تعالےٰ فرشتے بھیج کر ان کی مدد فرمائے۔ واللہ اگر تم یہ کلمہ استثناء (اِلّا یہ کہ) نہ لکھتے تو برا کرتے۔ مجھے قسم ہے۔ اگر مسلمان دشمن کے سامنے ڈٹے رہے اور صبر کا دامن نہ چھوڑا اور قتل ہوئے تو ان کی قربانی ضائع نہ جائے گی۔ اور اللہ تعالےٰ انہیں عمدہ انعام دے گا۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ جن کو شہادت کی نعمت حاصل ہو۔ رب ذوالجلال کہتا ہے:۔

ترجمہ: ان میں سے کچھ مر گئے اور کچھ موت کے منتظر ہیں اور انہوں نے نے اپنی وفاداریوں میں

کوئی تبدیلی نہیں کی۔"

سمجھدار مسلمانوں کے لئے

اُن جانبازوں میں اچھی مثال ہے جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی لڑائیوں میں ان کے گرد لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ جو اسلام کی خاطر لڑے وہ نہ تو کبھی بے بس ہوتے اور نہ موت سے ڈرے، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد جو لوگ زندہ رہے وہ بھی دشمن یا موت سے خائف نہیں ہوتے، نہ مصیبتوں کے سامنے انہوں نے کبھی گھٹنے ٹیکے بلکہ انہوں نے اپنے پیش روؤں کی مثال نظر میں رکھی اور بقائے اسلام کے لئے ان لوگوں سے جہاد کیا۔ جنہوں نے ان کی بات نہ مانی یا اسلام سے پھر گئے۔

سورۃ آل عمران کی آیات

جن میں صبر کرنے اور مغفرت طلب کرنے کی تلقین ہے نقل کرنے کے بعد حضرت عمرؓ نے مزید لکھا ہے کہ میرا یہ خط لوگوں کو پڑھ کر سنانا اور تاکید کرنا کہ اسلام کی سربلندی کے لئے مردانہ وار لڑیں اور سخت سے سخت مشکلوں کو برداشت کریں۔ اللہ ان کو دنیا و آخرت کی نعمتوں سے سرفراز کرے گا۔ تمہارا یہ کہنا کہ مسلمانوں کا مقابلہ اتنے بڑے لشکر سے ہے جس سے وہ عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ اگر تمہارے اندر یہ صلاحیت نہیں ہے تو ذاتِ الٰہی حیّ و قوی میں تو ہے۔ ہمارا مالک ان کو برابر شکست دینے پر قادر رہا ہے۔ واللہ اگر دشمنوں سے ہم اپنے بل بوتے پر لڑا کرتے تو وہ (کافر) مدت کے ہم کو تباہ کر چکے ہوتے ہم تو اپنے مالک اللہ کے بھروسے پر لڑتے ہیں اور اپنے بل پر بالکل اعتماد نہیں کرتے۔ اور اس سے نصرت و رحمت کی التجا کرتے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تم بہرصورت کامیاب ہوگے ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ کے لئے قربانی کی سچی لگن تمہارے دل میں ہو اور اپنی ہر مشکل میں بس اسی سے لَو لگاؤ۔

اِصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (نساء)

(اے ایمان والو!) صبر کرو اور صبر کی تلقین کرو اور فوجی رسالے (جماعتیں) تیار رکھو اور اللہ سے ڈرو، امید ہے تم کامیاب ہوگے"

حضرات گرامی! یہ ہے ہمارے اسلاف، اکابرین اسلام کا اسوہ اور نمونہ کہ وہ بڑے سے بڑے کٹھن مرحلے میں بھی اپنی قلتِ تعداد

(باقی ۲۵ پر)

حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی رہنمائی میں جدوجہد کے نئے سلسلہ کا آغاز

فیصل آباد میں صوبائی نظام شریعت کنونشن

حق پرستوں کا ولولہ انگیز اجتماع

حضرت مولانا عبید اللہ انور کا خطبہ صدارت ○ مولانا قاری محمد اجمل خان کا اعلانِ حق

"میرا نقشِ ہستی نہیں مٹنے والا"

جہاں میرے قدم پہنچے

عبدالرشید انصاری

"پاکستان" اسلام کے مقدس نام پر معرضِ وجود میں آنے والا دنیا کا ممتاز اسلامی ملک ہے مگر ہمارے اس پیارے وطن میں اسلامی نظامِ حیات روزِ اوّل سے اپنے حقوق سے محروم رہا ہے۔ اسلام زندہ باد کے نعرے ضرور لگتے ہیں مگر اہلِ وطن اقتدار کے اندر ہوں یا باہر، برسرِ اقتدار ہوں یا محروم اقتدار خود پوری طرح اسلام میں داخل ہوتے ہیں نہ اسلام کو اپنے گھر میں، دفتر میں، دکان یا کاروبار میں، امور حکومت یا اجتماعی رسم و رواج میں کہیں بھی مکمل طور پر اسلام کو داخل ہونے دیتے ہیں یعنی مسلمانوں کے اسلامی وطن میں اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہُوا یہ نجات آفریں دین جسے محبوبِ کبریا اپنی جان سے پیارا سمجھتے تھے اور جس کے پیار اور محبت میں پیغمبر اسلام اور اصحابِ رسولؐ نے ہلا دینے والی تکلیفیں اور مصیبتیں جھیلیں وہ دین اسلام آج غریب الغربا ہے۔ بس اہل حق ایک ایسا قافلہ آج بھی ہے جو تمام رکاوٹوں اور بے سروسامانیوں کے باوجود قرآن و سنت کی تعلیمات کو عام کرنے منکرات و نفاق کو جڑ سے اکھاڑنے اور ہر شعبہ زندگی میں اسلامی نظامِ حیات کی بالادستی قائم کرنے کے لئے سرگرداں اور رواں دواں ہے۔ انہی پروانگان شمع حق کا ایک اہم اجتماع ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء بدھ کے روز جناح کالونی فیصل آباد کی بخاری مسجد میں صبح ۹ بجے سے رات ایک بجے تک جاری رہا — نظام العلماء پنجاب کے زیر اہتمام نظام شریعت کنونشن کا انعقاد حضرت مولانا عزیز الرحمان انوری، مولانا نصیر الدین نقشبندی، مولانا محمد صابر سرہندی، جناب حاجی فضل محمد، جناب عبدالسلام باقی۔ جناب ڈاکٹر محمد خلیف، مرزا محمد اسمٰعیل، صوفی عبدالحمید صاحب اور فیصل آباد نظام العلماء کے دیگر انتھک کارکنوں اور رہنماؤں کی مسلسل محنت کا نتیجہ تھا۔ ملک میں آج کل عام انتخابات کی آمد آمد کا شور ہے عام تاثر یہ ہے کہ عام انتخابات اب منعقد کر ہی لئے جائیں گے۔ اس سلسلہ میں فیصل آباد نظام شریعت کنونشن

کو علماء حق کی انتخابی تنظیمی جد و جہد کا نقطۂ آغاز اور ان کی متوقع پالیسی اور پروگرام و منشور کو سمجھنے کا بہترین ذریعہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ نظام العلماء پاکستان کے امیر مرکزیہ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی سرپرستی میں نظام العلماء کے اہم مرکزی اور تمام صوبائی زعماء نے اس کنونشن میں شرکت کی اور اہل حق کے قافلہ سالار وارثِ اسلاف حضرت مولانا عبیداللہ انور نے اختتامی اجلاس میں جو خطاب فرمایا اسے "اعلان پالیسی" کہا جا سکتا ہے حضرت مولانا عبیداللہ انور کے خطاب کو آئندہ سطور میں نقل کیا جا رہا ہے۔ نظام العلماء کنونشن فیصل آباد کی اہمیت اور خصوصیت یہ ہے۔ کہ جانشین شیخ التفسیر کئی روز سے صحت کی ناسازی اور نقاہت و کمزوری کی پروا کئے بغیر فیصل آباد تشریف لے گئے۔ صاحبزادہ مولانا محمد اجمل قادری بدھ کے روز پہلے وقت ہی میں فیصل آباد آ چکے تھے۔ انہوں نے نظام شریعت کنونشن کے دن کے اجلاسوں میں بھی شرکت کی۔ حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی، صاحبزادہ مولانا فداء الرحمٰن درخواستی، صاحبزادہ مولانا محمد اجمل قادری، تاج الاولیاء حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین صاحبزادہ حضرت مولانا الحاج عزیز احمد مدظلہ، مولانا محمد عمر لدھیانوی اور دیگر بہت سے علماء و زعماء گھنٹہ مارکیٹ فیصل آباد میں جناب حاجی ضیاء الدین و حاجی محمد شریف صاحبان و اخوانہما کے ہاں قیام فرما تھے۔ نماز عصر کے بعد صاحبزادہ مولانا محمد اجمل قادری، مولانا محمد صابر سرہندی اور دیگر علماء نے نشاط آباد پل کے اس طرف شیخوپورہ روڈ پر آ کر قائد جمعیۃ جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور، خطیب اسلام حضرت مولانا قاری محمد اجمل خان اور ان حضرات کے ہمراہ آنے والی نظام العلماء کے کارکنوں اور ذاکرین کی بڑی جماعت کا استقبال کیا۔ نماز مغرب جھمرہ روڈ پر گٹی اسٹیشن سے آگے ایک نو تعمیر شدہ آئل فیکٹری میں ادا کی گئی۔ حضرت مولانا عبیداللہ انور نے ترقی و برکت کے لئے دعا فرمائی اور پھر حق پرستوں کا یہ قافلہ اپنے عظیم رہنماؤں کی قیادت میں جناب حاجی ضیاء الدین صاحب کی قیام گاہ پہنچا جہاں قریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور حضرت مولانا عبیداللہ کے مابین ملاقات جاری رہی حضرت مولانا قاری محمد اجمل خان اور حضرت مولانا فداء الرحمٰن بھی اس موقع پر موجود رہے۔

نظام العلماء پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری حضرت مولانا عبیداللہ انور، نائب امیر مولانا قاری محمد اجمل خان اور صاحبزادہ محمد اجمل قادری بخاری مسجد جناح کالونی پہنچے تو فضا اللہ اکبر، پاکستان زندہ باد، اسلامی نظام زندہ باد، قائد اہل حق مولانا عبیداللہ انور زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھی اور مولانا زاہد الراشدی اور ان کے معاون مولانا بشیر احمد شاد اسٹیج پر موجود تھے۔ نظام العلماء کے کارکنوں اور علماء کرام کے اجتماع کا جوش و خروش اس موقعہ پر دیدنی تھا۔ مولانا زاہد الراشدی کی مختصر تعارفی تقریر کے بعد حضرت مولانا عبیداللہ انور نے خطبۂ صدارت پڑھا پھر مولانا قاری محمد اجمل خان کی ولولہ انگیز شعلہ نوائی نے شرکاء اجتماع کے خون کو گرما یا۔ انہوں نے حضرت مولانا عبیداللہ انور کی تائید میں اعلان کیا کہ پاکستان کو اسلام کا قلعہ بنانے کے لئے ہم کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے ہمارے اسلاف کا دبدبہ طنطنہ اور ہمہمہ باقی ہے۔ اور زندہ رہے گا۔

ے

میرا نقش ہستی نہیں مٹنے والا
کسی کے مٹائے یہ مٹتا نہیں ہے

انہوں نے مولانا عبیداللہ انور اور حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی قیادت پر غیر متزلزل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے کہا وہ ہمارے اکابر کے ورثا ہیں ان کی قیادت میں ہمارا سفر جاری رہے گا۔

حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ، کا

خطاب

الحمد للہ وحدہٗ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہٗ: اما بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم: یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ صدق اللہ العظیم۔

بزرگانِ محترم! مشائخ عظام! علماء کرام اور کارکنان جمعیۃ علماء اسلام پاکستان!!!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ومغفرۃ،

جناب سرور کائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کے مطابق زمانہ جوں جوں عہد نبوت سے دور ہوتا جا رہا ہے۔ اہل ایمان کی آزمائشوں اور امتحانات میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور ایمان و اعتقاد گفتار و کردار اور اخلاق و اعمال کے روز افزوں فتنے اہل ایمان کے لئے نت نئی آزمائشوں کے در وا کر رہا ہے

آج سے نصف صدی قبل جب ہمارے اکابر و اسلاف برصغیر پاکستان، بنگلہ دیش اور ہندوستان میں فرنگی سامراج کے تسلط و اقتدار کے خلاف آزادی کی جنگ لڑنے میں مصروف تھے ان کے سامنے ایک ہی بڑا مسئلہ تھا کہ فرنگی سامراج اپنے تمامتر مکر و فریب سمیت برصغیر سے کوچ کرے تاکہ یہاں کے باشندے اپنی مرضی اور رائے کے مطابق اپنی حکومت اور نظامِ حکومت کی تشکیل کا فیصلہ کر سکیں اور ان کی انفرادی و اجتماعی زندگی کے معاملات پر کسی غیر ملکی طاقت کا دباؤ اور غلبہ نہ ہو۔ لیکن آج جب کہ فرنگی استعمار کو گئے ۳۶ برس گذر چکے ہیں اس کے دو سو سالہ اقتدار کے اثراتِ بد اور باقیات سیئات کا ناسور ہمارے جسمِ قومی کے ہر عضو میں اپنی جڑیں پھیلائے ہوئے ہے اور لفظوں میں آزادی حاصل کر لینے کے باوجود سیاسی، اقتصادی، انتظامی، علاقائی اور معاشرتی شعبوں میں غیروں کی غلامی کے ذہنی اور عملی تسلسل نے آزادی کے مفہوم کو مسخ کر کے رکھ دیا ہے۔

آج

ہم اپنے قومی و اجتماعی مسائل کی فہرست پر ایک نظر ڈالیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہم نے بحیثیت قوم گذشتہ ۳۶ برسوں میں مسائل پیدا کرنے اور ان کا انبار لگانے کے سوا اور کوئی کام نہیں کیا اور یہی ایک صنعت ہے جس میں ہمارے ملک نے اس قدر ترقی کی ہے کہ شائد اور کوئی ملک اس صنعت میں ہمارا مقابلہ نہ کر سکے۔

پنجاب

پاکستان کا دل اور بڑا بھائی ہونے کے ناطے سے پورے ملک کی امیدوں اور آرزوؤں کا مرکز ہے اور پنجاب بھر کے سرکردہ علماء کرام اور دینی کارکن جو علماء حق کی نمائندہ تنظیم جمعیۃ علماء اسلام کے ساتھ وابستہ ہیں فیصل آباد جیسے پُر رونق اور ہنگامہ خیز شہر میں رونق افروز ہیں۔ اور علماء و کارکنوں کا یہ پُر خلوص اجتماع ماضی کے سود و زیاں پر نظر ڈالتے مستقبل کے خطرات و خدشات اور توقعات کو سامنے رکھ کر اپنی آئندہ تگ و تاز اور جد و جہد کا رخ متعین کرنے کے لئے جمع ہے اس لئے مناسب

محسوس ہوتا ہے کہ ہم ان اہم ترین قومی مسائل پر ایک نظر ڈال لیں۔ جو اس وقت ہر ایک محب وطن پاکستانی کو پریشان کئے ہوئے ہیں تمام قومی مسائل کا احاطہ تو اس مجلس میں ممکن نہیں۔ تاہم اہم مسائل کا ذکر جماعتی موقف اور ترجیحات کے مطابق ضروری ہے تاہم موجودہ صورت حال میں علماء حق کے اس تابندہ روایات، کے حامل گروہ کے مؤقف، پروگرام اور پالیسی کو سمجھنے میں کوئی الجھاؤ باقی نہ رہے اور جماعتی کارکن ذہنی یکسوئی کے ساتھ اپنے مقصد اور منزل کی طرف بڑھ سکیں۔

اسلامی نظام کا نفاذ

ہمارے نزدیک اس ملک کا سب سے بڑا اور سب سے اہم مسئلہ اسلام کا نفاذ ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر مسلمانوں کی بیش بہا قربانیوں کے نتیجہ میں وجود میں آیا تھا۔ اور ۱۹۷۷ء کے تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک بار پھر اس قوم نے بے پناہ ایثار اور قربانیوں کے ذریعہ اسلامی نظام کے ساتھ اپنی لازوال وابستگی کا اظہار کر دیا ہے۔ لیکن قیام پاکستان کے بعد سے اب تک قائم ہونے والی حکومتوں نے خواہ وہ جمہوری ہوں یا آمرانہ کسی نے بھی قیام پاکستان کے اس مقصد کے ساتھ وفا نہیں کی۔ اور اس مقدس نعرہ کو اقتدار کے حصول یا اس کے دوام کے لئے استعمال کے باوجود اسلام کے عملی نفاذ کی طرف خلوص دل کے ساتھ قدم نہیں بڑھایا۔

اسلامی نظام کے نفاذ سے روگردانی کے باعث مشرقی پاکستان ہم سے کٹ گیا۔ کیونکہ اسلام کے بغیر ملک کے دونوں بازوؤں کے درمیان اور کوئی رشتہ ایسا نہ تھا جو دونوں کو اکٹھا رکھ سکتا۔ اور جب ملک کے دونوں بازوؤں کو جوڑ کر رکھنے والا واحد رشتہ اسلام ہی عمل و نفاذ کے مراحل سے نہ گذر سکا تو علیحدگی پسندوں کے لئے سب راستے ہموار ہو گئے۔ اور بالآخر وطن عزیز دولخت ہو کر رہ گیا۔

آج کی صورت حال یہ ہے کہ موجودہ حکمران ۱۹۷۷ء میں تحریک نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں عوام کی بے مثال جدوجہد اور بے پناہ قربانیوں کے صلے میں اسلامی نظام کے نفاذ اور ۲ آزادانہ انتخابات کے انعقاد کے وعدہ کے ساتھ برسر اقتدار آئے تھے لیکن سات سال سے زیادہ عرصہ گذر جانے کے باوجود ہنوز روز اول والا معاملہ ہے۔ اسلامی نظام کے نفاذ کے نام پر بعض شعبوں میں کچھ اقدامات کئے گئے ہیں لیکن ان پر عملدر آمد کی صورت حال اس قدر منفی اور ناگفتہ بہ ہے کہ عملاً موجودہ حکومت کے اسلامی اقدامات اسلام کی بدنامی اور اسلامی قوتوں کی کمزوری کا باعث بنے ہیں اور لادین عناصر کو اس سے تقویت حاصل ہوئی۔

ایک طرف حکمرانوں نے "اقتدار برائے اسلام" کی بجائے "اسلام برائے اقتدار" کی پالیسی اپنا کر ادھورے اور نیم دلانہ اقدامات کے ذریعہ اسلام کے کیس کو کمزور کر رکھا ہے۔ اور دوسری طرف فرنگی سامراج کے اثرات بد کی صحیح وارث اور جانشین نوکر شاہی نے منافقت اور مکر و فریب کے ذریعے اسلامی اقدامات کو بہر صورت ناکام بنانے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ اور اسلامی نظام عملاً اور مؤثر نفاذ کے لئے علماء حق اور ملک کے دیگر دینی اور قومی حلقوں کی از سر نو جدوجہد کا متقاضی ہے۔

ملکی سالمیت کا تحفظ

قومی وحدت اور ملکی سالمیت کے تحفظ کا مسئلہ بھی پاکستانی قوم کے لئے انتہائی نزاکت اور سنگینی کا حامل ہے۔ اور مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے بعد سے تو یہ حالت ہے کہ ملکی سالمیت کے لئے کسی بھی خطرہ کے ذکر کے ساتھ ہی ذی شعور اور حساس پاکستانیوں کے دل مضطرب ہو جاتے ہیں۔

افغانستان میں روس کی مسلح مداخلت، چالیس لاکھ سے زیادہ افغان مہاجرین کی پاکستان میں آمد، افغان حریت پسندوں کی جنگ آزادی کو روکنے کے بہانے پاکستان کے اندرونی علاقوں میں کابل حکومت کی مسلسل بمباری اور مداخلت، افغان عوام کے لئے خیر سگالی اور بھائی چارے کے جذبات پر پاکستان کے خلاف روسی حکمرانوں کا اظہار برہمی پاکستان کے خلاف بھارتی حکومت کی روز افزوں معاندانہ رجحانات، سرحدوں پر فوجوں کی نقل و حرکت، پاکستان کی ایٹمی تنصیبات بھارتی حملہ کے خدشات، پاکستان کے اندر ملک کے مختلف حصوں کے عوام کے درمیان بے اعتمادی اور شکوک و شبہات کے فروغ کی منظم کوششیں، کنفڈریشن، سندھو دیش، پختونستان، عظیم تر بلوچستان اور چار قومیتوں اور باہمی نفرت اور علیحدگی کے روز افزوں رجحانات یہ سب کچھ مل کر ملکی سالمیت اور قومی وحدت کے مستقبل کا جو نقشہ پیش کرتے ہیں۔ وہ انتہائی ہولناک اور لرزا دینے والا ہے۔ اور آج رسمی طور پر نہیں بلکہ حقیقی اور عملی طور پر پاکستان کی سالمیت و وحدت کو سنگین خطرات درپیش ہیں۔

سیاسی عمل کا مسلسل تعطل

سیاسی عمل کا مسلسل تعطل اور جمہوری حقوق سے عوام مسلسل محرومی بھی ہمارا ایک اہم اور بنیادی قومی مسئلہ ہے۔ پاکستانی قوم کی بدقسمتی ہے کہ یہاں بیوروکریسی اور فوج کے اعلیٰ حلقوں کی ملی بھگت نے سیاسی عمل کو ہمیشہ کے لئے معطل رکھنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ اور ملک کے سیاسی استحکام کے لئے تسلسل کے ساتھ آزادانہ انتخابات اور سیاسی عمل کے دوام کی ضرورت کو نظر انداز کرتے ہوئے سیاسی خلا کو خود ساختہ اداروں اور نامزد ارکان یا غیر معروف اور غیر مسلمہ دستوری فارمولوں کے ذریعے پر کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

۱۹۷۳ء کا آئین ملک کا متفقہ دستور ہے۔ اور یہ واحد دستاویز ہے۔ جس پر ملک کے چاروں حصوں کو متحد رکھا جا سکتا ہے لیکن مخصوص گروہی مفادات کی خاطر اس سے جان چھڑانے یا اسے بے جان کرنے کی مساعی جاری ہیں۔ ۱۹۷۳ء کے متفقہ دستور سے انحراف، جمہوری حقوق اور سیاسی عمل کے مسلسل تعطل اور نمائندہ منتخب حکومت کی تشکیل میں تاخیر کا ہی نتیجہ ہے کہ ملک کے چاروں صوبوں کے عوام کے باہمی اعتماد کو مجروح کرنے اور شکوک و شبہات کی فضا پیدا کرنے والے عناصر کو اپنا کام آگے بڑھانے کا موقع مل رہا ہے۔ ورنہ کھلی سیاسی فضا میں انتہا پسندوں اور دسیسہ کاروں کو ایسی سازشوں کے پروان چڑھانے کا موقع نہیں مل سکتا تھا۔

اس مسئلہ کا واحد حل یہ ہے کہ:

۱۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کی عملداری قائم کی جائے۔

۲۔ سیاسی عمل اور جمہوری حقوق کو غیر مشروط طور پر بحال کیا جائے اور

۳۔ جماعتی بنیادوں پر آزادانہ انتخابات کے ذریعہ منتخب حکومت کی جلد از جلد تشکیل کے اقدامات کئے جائیں۔

افغانستان کا مسئلہ

افغانستان میں روسی افواج کی مسلح مداخلت اور روس کے آئندہ عزائم سے پاکستان اور جنوبی ایشیا کو درپیش خطرات بھی ہمارے نزدیک ایک ایسا قومی مسئلہ ہے جسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ افغانستان روس کی منزل نہیں، گذر گاہ ہے۔ اس کی منزل اس سے بہت آگے ہے۔ اور اس کی زد میں گرم پانیوں کے علاوہ تیل کے چشمے بھی آتے ہیں اور اس کے بڑھتے ہوئے قدموں کے مقاصد صرف معاشی اور اقتصادی نہیں بلکہ نظریاتی بھی ہیں۔ اس لئے اس مسئلے کے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں اس کے بارے میں موقف طے کرنا ہوگا۔

ہمیں ان عناصر سے قطعی اتفاق نہیں ہے جو اسے روس اور امریکہ کی مفادات کی جنگ قرار دے کر پاکستان کو اس سے لاتعلق رہنے اور کابل حکومت سے براہ راست مذاکرات کا مشورہ دے رہے ہیں۔

یہ نقطہ نظر یا تو روس کے اصل مقاصد سے بے خبری پر مبنی ہے۔ اور یا اس کی بنیاد روسی جارحیت کے نظریاتی مقاصد سے ہم آہنگی پر مبنی ہے۔ کیونکہ افغانستان کی سرزمین پر روسی فوجوں اور افغان مجاہدین کے درمیان لڑی جانے والی جنگ دراصل افغانستان کے دینی تشخص کے تحفظ اور افغان عوام کی حریت و آزادی کی واپسی کی جنگ ہے۔ اور انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو یہ صرف افغانستان ہی نہیں بلکہ پاکستان اور جنوبی ایشیا کے دیگر مسلم ممالک کی آزادی، سالمیت اور نظریاتی تشخص کے تحفظ کی جنگ بھی ہے۔ جو ان ملکوں کی بجائے افغانستان کی سرزمین پر لڑی جا رہی ہے اور بہادر و غیور افغان مجاہدین اس سرفروشانہ جدوجہد اور استقامت و استقلال پر پوری ملت اسلامیہ کی طرف سے تبریک و تحسین حمایت و تائید اور امداد و تعاون کے مستحق ہیں۔

اگر اس جنگ سے بالواسطہ طور پر علاقہ میں کسی بڑی طاقت کے مفاد کو کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو اس سے نہ تو جنگ کی نظریاتی حیثیت تبدیل ہوتی ہے۔ اور نہ ہی افغان مجاہدین کے جذبۂ جہاد و حریت میں کوئی فرق پیدا ہوتا ہے۔ پاکستان کی سالمیت اور نظریاتی تشخص پر یقین رکھنے والے تمام عناصر کو اس مسئلہ کے تمام پہلوؤں پر نظر رکھتے ہوئے افغان مجاہدین کی بھرپور حمایت کرنی چاہیئے۔ اور عالمی رائے عامہ اور عالم اسلام پر زور دینا چاہیئے کہ وہ افغانستان سے روسی فوج کی واپسی اور افغان عوام کو اپنی مرضی سے حکومت کی تشکیل کا مسلّمہ حق دلانے کے لئے اپنا اثر و رسوخ اور وسائل کو بھرپور طریقہ سے استعمال میں لائیں۔

خارجہ پالیسی

ہماری خارجہ پالیسی کا معاملہ ڈانواں ڈول ہے۔ اور گردوپیش سے بڑھتا ہوا فوجی دباؤ اور روز افزوں خطرات خارجہ پالیسی کی کمزوری کا مظہر ہیں۔ پاکستان کی خارجہ پالیسی کا آغاز عالمی طاقتوں کی کشمکش میں ایک طرف جھکاؤ بلکہ فریق بن جانے سے ہوا تھا۔ اور درمیان میں مختلف پینترے بدلنے کے باوجود بنیادی اور عملی طور پر ہماری خارجی پالیسی کا رخ ابھی تک اسی طرح ہے۔

ہمارا نقطہ نظر یہ ہے کہ پاکستان کو نہ صرف خود مکمل طور پر آزادانہ اور غیر جانبدارانہ خارجہ پالیسی اختیار کرنی چاہیئے بلکہ پورے عالم اسلام کی اس طرف راہنمائی کرتے ہوئے ملت اسلامیہ کی قوت اور توانائیوں کو مجتمع کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے روس اور امریکہ دونوں عالم اسلام کے دشمن ہیں افغانستان میں مسلمانوں کے سینے میں روس کی گولی پیوست ہو رہی ہے۔ اور مشرق وسطیٰ میں یہودی اپنے ہاتھوں میں امریکہ کی گن سنبھالے فلسطینی مسلمانوں کے سینے چھلنی کر رہا ہے۔ دونوں میں سے عالم اسلام کا کوئی بھی دوست نہیں ہے۔ اور دونوں کی حکمت عملی یہ ہے کہ عالم اسلام کو متحد ہونے اور وسائل و توانائیوں کو مجتمع کرنے سے روکا جائے۔ کشمیر کا مسئلہ کشمیری عوام کے مسلّمہ حق خود ارادیت کا مسئلہ ہے۔ لیکن بڑی طاقتوں کا رویہ اس کے بارے میں بھی سرد مہری کا ہے۔ بالخصوص جنوبی ایشیا میں عالمی طاقتوں کی کشمکش کے نئے دور میں بہت زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔ ملکی سالمیت اور دینی تشخص کے تحفظ جدوجہد تو بہرحال ناگزیر ہے۔ اور اس کے لئے ہمیں ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ لیکن ملکی سالمیت اور دینی تشخص کے تحفظ کو کسی بڑی طاقت کے مفادات کے ساتھ نتھی کر دینا درست نہیں ہوگا۔ اور خارجہ پالیسی کو یہ متوازن اور محتاط رخ ایک منتخب نظریاتی حکومت صحیح طور پر دے سکتی ہے۔

نوآبادیاتی نظام

ہمارا ایک اہم مسئلہ بلکہ بیشتر مسائل کی جڑ فرنگی استعمار کا چھوڑا ہوا

نوآبادیاتی نظام بھی ہے۔ جیسے ہماری نوکرشاہی ہر قیمت پر قائم رکھنے پر مُصر ہے۔ دفتری نظام کو دیکھ لیجئے ایک عام آدمی کو اپنا مسئلہ متعلقہ حکام کے سامنے پیش کرنے اور پھر اس کے حل ہونے تک کن مراحل سے گذرنا پڑتا ہے۔ رشوت اور بدعنوانی کے راستے سے گذرنا پڑتا ہے اور پھر ان سب کے باوجود مسائل کی رفتار کیا ہے۔ یہ صورت حال سب کے سامنے ہے۔ یہی حال عدالتی نظام کا ہے ہماری عدالتوں میں انصاف کا حصول کس قدر مشکل اور مہنگا ہو گیا ہے اس کا اندازہ وہی شخص کر سکتا ہے۔ جسے عدالتوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ اور حق کی بات یہ ہے کہ ہمارا عدالتی نظام اور پولیس کا طریق کار جرائم کی بیخ کنی یا ان میں کمی کے بجائے مسلسل اضافہ کا باعث ہے اور اب تو ۱۔ فوجی عدالتوں ۲۔ عام عدالتوں ۳۔ شرعی عدالتوں کے نام سے بیک وقت تین مختلف قانونوں کی عملداری نے رشوت اور بدعنوانی میں اضافہ کے ساتھ ساتھ قانون کی عملداری کا رہا سہا بھرم بھی تباہ کر دیا ہے۔ ہر طرف لوٹ مار، قتل و غارت، عصمت دری، ڈکیتی اور اغوا کی وارداتوں کی بھرمار ہے اور قانون کے محافظ اور نگران اس سب کچھ سے بے نیاز اپنی تجوریاں بھرنے میں مصروف ہیں۔

اور معاشی نظام کی تو بات ہی نہ کریں۔ اسلام کے نام پر غریب عوام کی قربانیوں سے بننے والے اس ملک میں دولت کی تقسیم اور معیارِ زندگی کے ہوشربا تفاوت نے الفقران یکون کفرا کی سرحد تک معاشرہ کو پہنچا دیا ہے۔ ایک طرف دولت مندوں اور اصحابِ ثروت کا قلیل طبقہ ہے جو ہر قسم کی سہولت سے بہرہ ور ہے۔ اور عیش و عشرت میں مگن ہے۔ اور دوسری طرف غریب عوام ہیں جن کی قمر مہنگائی، اخراجات میں مسلسل اضافہ اور قوتِ خرید میں مسلسل کمی نے توڑ کر رکھ دی ہے۔ بالخصوص ملازمین کی حالت انتہائی قابل رحم ہے۔

اس کے ساتھ ہی تعلیمی نظام پر بھی ایک نظر ڈال لیں۔ ہمارا نظامِ تعلیم ابھی تک کسی بنیادی تبدیلی کے بغیر نئی نسل کو باشعور پاکستانی اور راسخ الاعتقاد مسلمان بنانے کی بجائے کلرک اور صاحب بہادر پیدا کرنے میں مصروف ہے۔ اور کسی نظریاتی اور شعوری بنیاد کے بغیر ملازمتوں کے حصول کے چکر نے امتحان اور ڈگری کو اہلیت و استعداد کی بجائے دولت اور سفارش کی مرہون بنا دیا ہے۔

یہ سب نوآبادیاتی نظام کے کرشمے ہیں۔ اور فرنگی سامراج کے جانے کے بعد اس کے ذہنی اور علمی جانشینوں کی کارستانی ہے۔ جو صرف اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کے لئے نوآبادیاتی نظام کو اپنے سینے سے لگائے اس کا مسلسل تحفظ کر رہے ہیں۔

آج ضرورت اس امر کی ہے کہ نوآبادیاتی نظام کے طوق کو گلے سے اُتار پھینکا جائے۔ اور انتظامی، عدالتی، معاشی اور تعلیمی شعبوں میں آسان اور سہل نظام وضع کر کے عوام کی مشکلات میں کمی اور مسائل کو حل کرنے کی سنجیدہ کوشش کی جائے۔

فرقہ واریت

ناانصافی ہوگی تو قومی مسائل میں فرقہ واریت اور اس سے ہونے والے قومی اور دینی نقصانات کا تذکرہ نہ کیا جائے۔ سچی بات یہ ہے کہ فرقہ واریت نے جس قدر نقصان ملک کے دینی استحکام اور نظریاتی بنیادوں کو پہنچایا ہے اور کسی چیز سے اتنا نقصان نہیں ہوا۔

مختلف فرقوں کی باہمی کشمکش، مساجد کے قبضوں کی جنگ، ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتووں اور محاذ آرائی نے نئی نسل کو دین سے دُور کر کے لادین عناصر کے حوالے کر دیا ہے۔ سنجیدہ حلقے اس کشمکش سے بیزار ہیں۔ لیکن جنونی فرقہ پرستوں نے اس آگ کو بھڑکائے رکھنے کا تہیہ کیا ہوا ہے۔ قوم نے متعدد بار علماء کے اتحاد کی صورت میں ان کے پرچم

تلے جمع ہو کر دین کے ساتھ اپنی والہانہ وابستگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ لیکن ہر بار اتحاد کے بعد انتشار نے قوم کو مایوسی میں تبدیل کر دیا ہے۔ فرقہ وارانہ کشمکش کا فائدہ اس ملک میں کمیونسٹوں، قادیانیوں اور بدعنوان بیوروکریٹس کے سوا کسی کو نہیں لیکن یہ بات سمجھتے ہوئے بھی فرقہ پرست علماء اپنی روش بدلنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

آج تمام مکاتیب فکر کے سنجیدہ اور فہمیدہ علماء کو چاہیئے کہ وہ اس صورتِ حال کا نوٹس لیں۔ ہر فرقہ کو اپنے عقائد و مسائل پر کاربند رہنے کا حق ہے۔ لیکن دوسروں کے ساتھ تعرض اور چھیڑ چھاڑ کر کے فساد پیدا کرنے کی کوشش کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ اپنے مسلک کو نہ چھوڑو اور دوسرے کے مسلک کو نہ چھیڑو کے اصول پر اگر تمام مکاتب فکر کے علماء کرام ایک دوسرے کا احترام کرتے ہوئے مشترکہ قومی و دینی مقاصد کے لئے اشتراک و تعاون کا راستہ اختیار کریں تو نہ صرف قیامِ پاکستان کے مقصد کو بہت جلد حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ لادین عناصر کی سازشوں کا جال بھی بآسانی توڑا جا سکتا ہے۔

قادیانی مسئلہ

آخر میں قادیانی مسئلہ کا ذکر بھی ضروری ہے۔ قادیانی گروہ برطانوی استعمار کا خود کاشتہ پودا اور پاکستان میں صیہونی استعمار کا ایجنٹ ہے پاکستان کے ساتھ اس گروہ کی وفاداری ہر دور میں محل نظر رہی ہے۔ لیکن ہر حکومت نے اس مسئلے کی سنگینی کو محسوس کرنے کی بجائے سرسری طور پر مسلمانوں کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ مسئلہ مسلمانوں کے دین و اعتقاد کے ساتھ ساتھ ملکی سالمیت کا مسئلہ بھی ہے۔ اور اسے اس رنگ میں دیکھنا چاہیئے اس سلسلہ میں تمام مذہبی مکاتیب فکر کی نمائندہ تنظیم مرکزی مجلسِ عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان جو جدوجہد کر رہی ہے ہم اس کی مکمل حمایت کرتے ہیں اور —

● صدارتی آرڈیننس پر مؤثر عملدرآمد

— فوج اور سول کے کلیدی عہدوں سے قادیانیوں کی علیحدگی۔

مولانا محمد اسلم قریشی کی بازیابی اور دیگر امور پر مرکزی مجلسِ عمل کے تمام مطالبات کی مکمل تائید کرتے ہیں۔

جمیعۃ علماء اسلام کے عہدہ داروں اور ارکان نے مرکزی مجلسِ عمل کی تشکیل اور عملی جدوجہد میں نمایاں اور فیصلہ کن کردار ادا کیا ہے۔ اور آئندہ بھی علماء حق کا یہ قافلہ تحریکِ ختم نبوت کی کامیابی کے لئے ہمہ نوع قربانیوں کے لئے تیار ہے۔

مسائل اور بھی بہت ہیں۔ بلکہ مسائل کی ایک طویل فہرست ہے جن میں سے چند ایک پر مختصراً گفتگو ہو سکتی ہے ان مسائل کے حل کے لئے منظم جدوجہد کرنا ہماری دینی اور قومی ذمہ داری ہے۔ آپ اہم قومی مسائل پر زیادہ سے زیادہ جماعتی مؤقف کی اشاعت کریں۔ ہم خیال علماء اور عوام سے رابطہ کریں۔ جمیعۃ علماء اسلام کی مرکزی جنرل کونسل ۴-۵ نومبر کو لاہور میں کل پاکستان نظام شریعت کنونشن کے موقعہ پر اپنے اجلاس میں نئی مرکزی قیادت کے چناؤ کے ساتھ ساتھ آئندہ جدوجہد کا عملی لائحہ عمل طے کرنے والی ہے آپ سب حضرات اس سے پہلے اپنی صفوں کو درست کر لیں اپنے حلقہ اور ضلع میں رابطہ کا کام مکمل کر لیں۔ ذہنی اور عملی طور پر فیصلہ کن مرحلہ کے لئے تیار رہیں اور زیادہ سے زیادہ ہم خیال احباب کے ہمراہ کل پاکستان نظام شریعت کنونشن میں شریک ہو کر عملی جدوجہد کے آغاز میں بھرپور حصہ لیں تاکہ آنے والے حالات میں قافلۂ ولی اللّٰہی اپنا تاریخی کردار ایک بار پھر دہرا سکے۔ والسلام

خط و کتابت

کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں
ورنہ تعمیل نہ ہو سکے گی !!
(مینجر)

ہدیۂ عقیدت

بحضور سیّدنا حسین رضی اللہ عنہ

ڈاکٹر لال دین اخگر ایم اے، پی ایچ ڈی شیخوپورہ

اے نورِ چشمِ ختم الرسلؐ تیری شان ہے
میدانِ کربلا تیری عظمت کی جان ہے
بوسہ گہِ رسولؐ تری مہ وَش جبیں
شہزادۂ عرب تیری کیا آن بان ہے
آغوشِ فاطمہؓ میں تری پرورش ہوئی
نانا رسولؐ، باپؓ بھی فخرِ جہاں ہے
وقتِ سجود بیٹھنا پُشتِ حضورؐ پر
پسرِ بتولؓ حُسنِ رسالت کی کان ہے
سب کچھ خدا کی راہ میں قربان کر دیا
دشمن ذلیل و خوار ہیں تُو کامران ہے
زندہ رہے گا نام ترا تا ابد ضرور
ثابت ہے نصِّ قطعی سے تُو جاوِدان ہے
صد مرحبا! سیادتِ جنّت پہ اے حسینؓ!
فردوس کے جوانوں میں تُو وہ جوان ہے
اے پیکرِ بسالت و شوکت ہزار بار
تیری حیات مِلّتِ بیضا کی آن ہے

انتظار حسین اسعد قادری

بدعت کیا ھے

جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی چیز داخل کرے جو دین میں داخل نہیں وہ مردود ہے ——— (الحدیث)

اہل لغت میں بدعت ہر نئی چیز کو کہتے ہیں اور اصطلاحِ شرع میں ہر ایسے نو ایجاد طریقہ عبادت کو بدعت کہتے ہیں جو ثواب کی نیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاءِ راشدین رضؓ کے بعد اختیار کیا گیا ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے عہدِ مبارک میں اس کا داعیہ اور سبب موجود ہونے کے باوجود نہ قولاً ثابت ہو نہ فعلاً نہ صراحتہً نہ اشارۃً۔

(سنت و بدعت ص ۱۱ بحوالہ کتاب الاعتصام)

اس تعریف سے معلوم ہوا کہ دنیوی ضروریات کے لئے جو نئے نئے آلات اور طریقے روزمرہ ایجاد ہوتے رہتے ہیں اُن کا شرعی بدعت سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ وہ بطور عبادت اور بہ نیت ثواب نہیں کیے جاتے یہ سب جائز اور مباح ہیں۔ بشرطیکہ وہ کسی شرعی حکم کے مخالف نہ ہوں نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو عبادت حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرامؓ سے قولاً ثابت یا فعلاً صراحتہً یا اشارۃً وہ بھی بدعت نہیں ہو سکتی۔ نیز یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جس کی ضرورت اہل رسالتؐ میں موجود نہ تھی بعد میں کسی دینی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پیدا ہو گئی وہ بھی بدعت میں داخل نہیں جیسے مروّجہ مدارس اسلامیہ اور تعلیمی و تبلیغی انجمنیں اور دینی نشر و اشاعت کے ادارے اور قرآن و حدیث سمجھنے کے لئے صرف و نحو اور ادب عربی اور فلسفہ کی کتابیں جہاد کے لئے جدید اسلحہ اور جدید طریق جنگ کی تعلیم وغیرہ کہ یہ سب چیزیں ایک حیثیت سے عبادت بھی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے عہد میں موجود بھی نہ تھیں مگر پھر بھی ان کو بدعت اس لئے نہیں کہہ سکتے کہ ان کی ضرورت اس عہد مبارک میں موجود نہ تھی بعد میں جیسی جیسی ضرورت پیدا ہوتی گئی علماء امت نے اُس کو پورا کرنے کے لئے مناسب تدبیریں اور صورتیں حدود و نصوص کے اندر اختیار کر لیں۔ اس کو یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ سب چیزیں نہ اپنی ذات میں عبادت ہیں۔ نہ کوئی ان کو اس خیال سے کرتا ہے کہ ان میں زیادہ ثواب ملے گا بلکہ وہ چیزیں عبادت کا ذریعہ ہونے کی حیثیت سے عبادت کہلاتی ہیں۔ یعنی منصوص دینی مقصد کو پورا کرنے کے لئے بضرورت زمان و مکان کوئی نئی صورت اختیار کر لینا ممنوع نہیں۔

(سنت و بدعت ص ۱۲)

اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جن کاموں کی ضرورت عہد رسالت میں اور زمان مابعد میں یکساں ہے اُن میں کوئی ایسا طریقہ ایجاد کرنا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اس کو بدعت کہا جائے گا اور یہ از روئے قرآن و حدیث ممنوع و ناجائز ہوگا۔ مثلاً درود شریف کے وقت کھڑے ہو کر پڑھنے کی پابندی فقراء کو کھانا کھلا کر ایصال ثواب کرنے کے لئے کھانا سامنے رکھ کر مختلف سورتیں پڑھنے کی پابندی، نماز باجماعت کے بعد پوری جماعت کے ساتھ کئی کئی مرتبہ دعا مانگنے کی پابندی، ایصال ثواب کے لئے تیجہ چہلم وغیرہ کی پابندی۔ رجب و شعبان وغیرہ کی متبرک راتوں میں ایجاد قسم کی نمازیں اور ان کے لئے چراغاں وغیرہ اور پھر ان خود ایجاد چیزوں کو فرض و واجب کی طرح سمجھنا۔ ان میں شریک نہ ہونے والوں پر ملامت اور لعن طعن کرنا وغیرہ۔ ظاہر ہے کہ درود و سلام صدقہ و خیرات اموات کو ایصال ثواب متبرک راتوں میں نماز و عبادت نمازوں کے بعد دعا یہ سب چیزیں عبادات ہیں ان کی ضرورت جیسے آج ہے ایسے ہی عہد صحابہؓ میں بھی تھی ان کے ذریعہ ثواب آخرت اور رضائے الٰہی حاصل کرنے کا شوق جیسے آج نیک بندہ کو ہو سکتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرامؓ کو ان سب سے زائد تھا کون دعویٰ کر سکتا ہے کہ اس کو صحابہ کرامؓ سے زائد ذوق عبادت اور شوق رضا الٰہی حاصل ہے۔

حضرت حذیفہؓ ابن یمان فرماتے ہیں کہ جو عبادت صحابہ کرامؓ نے نہیں کی وہ عبادت نہ کرو کیونکہ پہلے لوگوں نے پچھلوں کے لئے کوئی کسر نہیں چھوڑی جس کو یہ پورا کریں۔ اے مسلمانو خدا سے ڈرو اور پہلے لوگوں کے طریقہ کو اختیار کرو۔

بدعت کے ناجائز و ممنوع ہونے کی وجوہ

غور کرنا چاہیئے کہ جب یہ سب کام عہد صحابہ کرامؓ میں بھی عبادت کی حیثیت سے جاری تھے تو ان کے لئے ایسے طریقے اختیار کرنا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے اختیار نہیں کئے آخر ان کا مقصد کیا ہے۔ کیا یہ مقصد ہے کہ ان عبادات کے لئے نئے طریقے معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہ تھے آج ان دعوے داروں پر انکشاف ہوا ہے اس لئے کر رہے ہیں۔

دین میں کوئی بدعت نکالنا رسول اللہؐ پر خیانت کی تہمت لگانا ھے

اور اگر کہا جائے کہ ان کو معلوم تھے مگر لوگوں کو نہیں بتلایا تو کیا یہ معاذ اللہ ان حضرات پر دین میں خیانت اور تبلیغ رسالت کے فرائض میں کوتاہی کا الزام نہیں ہے اسی پر حضرت امام مالکؒ نے فرمایا ہے کہ جو شخص کوئی بدعت ایجاد کرتا ہے وہ گویا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ اللہ رسالت میں خیانت کی کہ پوری بات نہیں تبلائی۔ (سنت و بدعت ص ۱۵)

بدعت نکالنا یہ دعویٰ کرنا ھے کہ دین عہد رسالت میں مکمل نہیں ہوا تھا

ایک طرف تو قرآن مجید کا یہ اعلان ہے کہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ۔ میں نے آج تم پر اپنا دین مکمل کر دیا۔ دوسری طرف عبادات کے نئے نئے طریقے نکال کر عملاً یہ دعویٰ کہ شریعت اسلام کی تکمیل آج ہو رہی ہے کیا کوئی مسلمان جان بُوجھ کر اس کو قبول کر سکتا ہے؟ اس لئے یقین کیجئے کہ عبادات کا جو طریقہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے اختیار نہیں کیا وہ دیکھنے میں کتنا ہی دلکش اور بہتر نظر آئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اچھا نہیں اسی کو حضرت امام مالکؒ نے فرمایا کہ جو کام اس زمانہ میں دین نہیں تھا اُسے آج دین نہیں کہا جا سکتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ نے ان طریقوں کو معاذ اللہ نہ تو ناواقفیت کی بنا پر چھوڑا تھا نہ سستی یا غفلت کی بنا پر بلکہ ان کو غلط اور مضر سمجھ کر چھوڑا تھا۔

اگر آج کوئی شخص مغرب کی نماز تین کی بجائے چار رکعت اور صبح کی دو کی بجائے تین یا چار پڑھنے لگے یا روزہ مغرب تک رکھنے کی بجائے عشاء کے بعد تک رکھے تو ہر سمجھدار مسلمان اس کو بُرا اور غلط اور ناجائز کہے گا حالانکہ اس غریب نے بظاہر کوئی گناہ کا کام نہیں کیا کچھ تسبیحات زیادہ پڑھیں کچھ اللہ کا نام زیادہ لیا پھر اس کو باتفاق بُرا اور ناجائز سمجھنا کیا صرف اسی لئے ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے اور سکھائے ہوئے طریقہ عبادت پر زیادتی کر کے عبادت کی صورت بدل ڈالی اور ایک طرح سے اس کا دعویٰ کیا کہ شریعت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکمل نہیں کیا تھا اس نے کیا ہے یا معاذ اللہ آپؐ نے اداء امانت میں کوتاہی اور خیانت برتی ہے کہ عبادت کے یہ نئے اور مفید طریقے لوگوں کو نہیں

بتلائیے ۔ اب غور کیجئے کہ نماز کی رکعات تین کے بجائے چار پڑھنے میں اور نمازوں اور دعاؤں ، درود وسلام کے ساتھ ایسی شرطیں اور طریقے اضافہ کرنے میں کیا فرق ہے ۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ سے منقول نہیں حقیقت یہ ہے کہ عبادات میں اپنی طرف سے قیدوں شرطوں کا اضافہ شریعت محمدیہ کی ترمیم اور تحریف ہے اس لئے اس کو شدت کے ساتھ رد کیا گیا ہے ۔

بدعت تحریف دین کا راستہ ہے

بدعت کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر عبادات میں اپنی طرف سے قیدیں شرطیں اور نئے نئے طریقے ایجاد کرنے کی اجازت دے دی جائے تو دین کی تحریف ہو جائے گی کچھ عرصہ کے بعد یہ بھی پتہ نہ لگے گا کہ اصل عبادت جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائی تھی کیا اور کیسی تھی پچھلی امتوں میں تحریف دین کی سب سے بڑی وجہ یہ ہوئی ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب اور اپنے پیغمبر کی بتلائی ہوئی عبادات میں اپنی طرف سے نئے نئے طریقے نکال لئے اور ان کی رسم چل پڑی کچھ عرصہ کے بعد اصل دین اور نو ایجاد رسموں میں کوئی امتیاز نہ رہا ۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو چیز اصطلاح شرع میں بدعت ہے وہ مطلقاً ممنوع و ناجائز ہے البتہ بدعات میں ہی پھر کچھ درجات ہیں بعض سخت حرام قریب شرک کے ہیں بعض مکروہ تحریمی بعض تنزیہی ۔

(سنت و بدعت ص ۱۱ تا ۲۱)

بدعت کی مذمت قرآن وحدیث میں

علامہ شاطبیؒ نے کتاب الاعتصام میں آیات قرآنیہ کافی تعداد میں اس موضوع پر جمع فرمائی ہیں ان میں سے دو آیتیں اس جگہ لکھی جاتی ہیں ۔

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ۔

مت ہو مشرکین سے جنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کیا اپنے دین اور ہوگئے فرقے اور پارٹیاں ہر ایک پارٹی اپنے طرز پر خوش ہے ۔

حضرت عائشہؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر نقل فرمائی کہ اس سے مراد اہل بدعت کی پارٹیاں ہیں ۔

(اعتصام ص ۶۵ ج ۱)

دوسری آیت ترجمہ : "آپ فرمائیے کہ کیا ہم تمہیں بتلائیں کہ کون لوگ اپنے اعمال میں سب سے زیادہ خسارہ والے ہیں وہ لوگ جن کی سعی وعمل دنیا کی زندگی میں ضائع وبیکار ہوگی اور وہ یہی سمجھ رہے ہیں کہ ہم اچھا عمل کر رہے ہیں ۔"

حضرت علیؓ اور سفیان ثوریؒ وغیرہ نے اَلْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا کی تفسیر اہل بدعت سے کی ہے ۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی چیز داخل کرے جو دین میں داخل نہیں وہ مردود ہے ۔ (اعتصام بحوالہ بخاری)

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے تھے ۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد سمجھو کہ بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین طریقہ اور طرز عمل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل ہے اور بدترین چیز نئی ایجاد کی جانے والی بدعتیں ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے اور نسائی کی روایت میں ہے کہ ہر نو ایجاد عبادت بدعت ہے اور ہر بدعت جہنم میں ہے ۔

ابو داؤد ترمذیؒ نے حضرت عرباض بن ساریہؓ سے بسند صحیح روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک روز خطبہ دیا جس میں نہایت مؤثر اور بلیغ وعظ فرمایا جس سے آنکھیں بہنے لگیں اور دل ڈر گئے بعض حاضرین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج کا وعظ تو ایسا ہے جیسے رخصتی وصیت ہوتی ہے ۔ تو آپ ہمیں بتلائیں کہ ہم آئندہ کس طرح زندگی بسر کریں ۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں

وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور احکام اسلام کی اطاعت کرنے کی اگرچہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو کیونکہ تم میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ بڑا اختلاف دیکھیں گے اس لئے تم میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کو اختیار کرو اور اس کو مضبوط پکڑو اور دین میں نو ایجاد (نئے ایجاد کئے جانے والے) طریقوں سے بچو کیونکہ ہر نو ایجاد طرز عبادت بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے ۔

(اعتصام)

حضرت عائشہؓ نے فرمایا جو شخص کسی بدعتی کے پاس گیا اور اس کی تعظیم کی تو گویا اسلام ڈھانے میں اس کی مدد کی ۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم چاہتے کہ پل صراط پر تمہیں دیر نہ لگے اور سیدھے جنت میں جاؤ تو اللہ کے دین میں اپنی رائے سے کوئی نیا طریقہ پیدا نہ کرو ۔ (اعتصام)

اور فرمایا بدعت والا آدمی جتنی زیادہ روزہ اور نماز میں محنت کرتا جاتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ سے دور ہوتا جاتا ہے ۔ نیز یہ بھی فرمایا حسن بصریؒ نے صاحب بدعت کے پاس نہ بیٹھو ، کہ وہ تمہارے دل کو بیمار کر دے گا ۔

(سنت و بدعت ص ۲۷)

تحریر: محمد عثمان انوری

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اہلسنت والجماعت

مسلمانوں میں سب سے بڑی جماعت جو دنیا میں موجود ہے وہ اہلسنت والجماعت کے نام سے یاد کی جاتی ہے جس کا اساسی عقیدہ جو دوسرے اسلامی گروہوں سے ممتاز ہے۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت سے تعلق کے علاوہ ان کو معیار حق تسلیم کرنے کا ہے۔ اصحاب کرام کی جماعت کو خود اللہ تعالےٰ نے ہدایت یافتہ اور کامیاب اور رضا کی سند قرآن کریم میں عطا فرمائی ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ادب و احترام کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور ان کے مخالفین کو وعید سنائی ہے۔ مسلمان حضور اکرمؐ کے قرابت داروں، اہلبیت، رفقاء، خلفاء کو دل و جان سے عزیز رکھتے ہیں۔ ان بزرگوں کی شان کا حفظِ مراتب بھی سُنی مسلمانوں کی خصوصیت میں شمار کیا جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفا راشدینؓ، عشرہ مبشرہؓ اہل بدرؓ، اصحاب بیعت رضوان کا مقام اسلامی عقائد اور تاریخ کی روشنی میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ اہلبیت بالخصوص خاندان نبوت کے افراد ازواج مطہرات کا مقام ایک انتہائی عالی مقام ہے کیونکہ ان میں صحابیت کے علاوہ تعلق نبوی کو بھی دخل ہے اور آپ کی تربیت براہ راست بات چیت قریبی معاملات نسبی تعلق امت کے بہت بڑے طبقہ خواتین کی رہنمائی اور رہبری کا ذریعہ ان ہی مقدس نفوس کے ذریعہ امت کو ملا ہے خواتین میں عام مسلمان عورتوں کی سردار حضرت فاطمہؓ اور تمام انبیاء کرام کی ازواج مطہرات میں انبیاء علیہم السلام کے سردار حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہؓ جنت میں سردار ہوں گی۔

اسی طرح حضرت حسنین کرام عام نوجوان مسلمانوں کے سردار اور بڑی عمر والوں کے سردار حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ ہوں گے۔ گویا اہلسنت والجماعت با ادب جماعت ہے کسی صحابی رسول سے بدظنی اور بدگمانی کو بدترین گمراہی سمجھتے ہیں اور ان کے مخالفین کو گمراہ اور بدترین فسادی تصور کرتے ہیں۔ سُنی نقطہ نگاہ سے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ اور سیدنا حضرت امیر معاویہؓ کے اختلافات کو لوگوں میں بیان کرنے اور ان پر کسی قسم کی نکتہ چینی اور رائے زنی اور تنقید و تبصرے کو پسند نہیں کرتے اور ایسے لوگوں کا اسلام کا خیر خواہ اور مسلمانوں کا ساتھی نہیں سمجھتے بلکہ محتاط رہنے اور لوگوں کو اجتناب کا مشورہ دیتے ہیں کیونکہ ایسے لوگ ان حضرات کا تو کچھ نہیں بگاڑ سکتے بلکہ اپنا ہی ایمان ضائع کرتے ہیں۔ پاکستان میں ایک گروہ تو پہلے ہی سے ایسا موجود تھا جو اصحاب رسول کو اپنا بنیادی مخالف سمجھتے تھے اور عرصہ سے ان کا سلسلہ چلا آرہا ہے۔ جو خود بھی اپنے کو اہلسنت والجماعت سے سمجھتے ہیں اور علیحدہ ہی ہیں مگر ایک نیا گروہ جو نام نہاد سُنی بھی بنا رہتا ہے اور اصحاب رسول بالخصوص سیدنا حضرت علیؓ اور سیدنا حضرت حسنؓ اور حسینؓ اور سیدنا حضرت معاویہؓ و عثمان غنیؓ حضرت عمر ابوالعاصؓ پر تاریخ اور تحقیق کے نام رکیک حملے کرتا ہے کبھی ان پر غصب کا الزام اور کبھی امانت میں خیانت کا الزام اور کبھی بعض صحابہ کی صحابیت کا انکار اور کبھی خلافت راشدہ سے سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا انکار عرصہ سے مسلمان ان کو خوب جانتے ہیں یہ لوگ کون ہیں؟ تعجب ہے ان میں بعض "شاہ" بھی ہیں بعض "علوی" بھی کہلواتے ہیں اور خاندان سادات اور سیدنا علیؓ کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ حالانکہ مسلمانان اہلسنت والجماعت کے تواتر سے جو عقائد چلے آتے ہیں ایسے عقائد کا کہیں ذکر نہیں ملتا ہے اور نہ ہی ایسے لوگوں کو اہلسنت والجماعت میں شامل سمجھا گیا ہے تمام مسلمانان اہلسنت جملہ صحابہ کی عدالت اور ان کی صداقت کی گواہی دیتے ہیں۔

بقیہ: خطبہ جمعہ

اور بے سروسامانی کی پروا کئے بغیر صرف اللہ کے بھروسے پر دین کے دشمنوں سے ٹکرا گئے لیکن ان کا ہر عمل اور ساری جدوجہد دین کی سربلندی اور حق کی بالادستی قائم کرنے کے لئے تھی اس لئے وہ کبھی ناکام نہیں لوٹے اللہ تعالیٰ کی رحمت و نصرت کا ہمیشہ ان پر سایہ رہا۔ آج ہمارے ملک سے بھارت اور روس کو دراصل اگر کوئی بنیادی اختلاف ہے تو صرف یہی ہے کہ پاکستان مسلمانوں کا ملک ہے اسلام کے نام پر بنا ہے یہاں اسلام کی حکمرانی قائم کرنے کی بات ہوتی ہے۔ اس لئے ہمارا کامیابی اور فلاح کا راستہ اور دشمنوں کے ناپاک عزائم کو ناکام بنانے کی ہمارے لئے ترکیب صرف یہی ہے کہ ہم صحیح معنوں میں مسلمان بن جائیں۔ اللہ تعالےٰ پر توکل اور بھروسہ کرکے اپنے دفاع اور دشمن کی جارحیت کچلنے کے لئے اپنے دستے تیار رکھیں۔ پھر یقیناً فتح و نصرت ہمیں نصیب ہوگی اور اللہ تعالےٰ کے قہر و غضب سے بھی ہم بچ جائیں گے۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

پروگرام

سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ لاہور کے ساتھیوں اور مجلس منتظمہ انجمن خدام الدین لاہور کے مشترکہ مشورے سے حضرت مولانا میاں محمد اجمل قادری مدظلہ کا مندرجہ ذیل ہفتہ وار پروگرام ترتیب دیا ہے:-

	بعد ظہر		بعد عصر	بعد مغرب		بعد عشاء
ہفتہ	ملاقات	دفتر خدام الدین	دفتر جمعیۃ علماء اسلام			
اتوار	درس قرآن خواتین (پردہ کا انتظام)	صبح ۱۰ تا ۱۲	″	حضرات - قاسم العلوم	درس قرآن (انگریزی خواں)	درس حدیث جامع مسجد شیرانوالہ
سوموار		″	″			
منگل		″	″			
بدھ			درس قرآن مختلف مساجد لاہور			
جمعرات						
جمعہ	مجالس ذکر: انگریزی پہلا ہفتہ ۱ رحمان پورہ ۲ شکر گڑھ ۳ جامع مسجد خدام الدین اچھرہ ۴ (مختلف)					

نیز انگریزی مہینے کا آخری ہفتہ یعنی جمعۃ المبارک کی شام تا بدھ بعد نماز ظہر تک حضرت میاں صاحب تبلیغی اسفار کے لئے لاہور سے باہر تشریف لے جایا کریں گے۔

(ناظم)

طبی مشورے

براہ راست جواب کے خواہشمند حضرات
جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی شیرانوالہ گیٹ لاہور نمبر

کمر درد

س: میری عمر ۱۴ سال ہے عرصہ چھ سال سے کمر میں درد کی شکایت ہے، زیادہ دوڑنے سے سانس پھول جاتا ہے اور کمر درد شدید ہوتا ہے۔ کوئی اچھا سا علاج بتائیں۔

(محمد ارشد جاوید، ماموں کانجن)

ج: سورنجاں شیریں، زیرہ سفید، زنجبیل، کشنیز خشک چاروں اشیاء ہموزن باریک پیس کر رکھ لیں اور ۳ ماشہ کی مقدار میں صبح، دوپہر اور رات کو پانی کے ساتھ کھائیں۔ بادی، ثقیل اور بیسدار چیزیں نہ کھائیں — والد صاحب کے بارے میں مفصل لکھیں تو علاج تجویز کیا جائے گا۔

منہ کے چھالے

س: میری بچی بعمر ۱۰ سال کے منہ میں چھالے ہو جاتے ہیں۔ روٹی سالن کھانا مشکل ہو جاتا ہے کئی علاج کرائے، عارضی فائدہ ہوتا ہے۔ پھر منہ چھالوں سے بھر جاتا ہے۔ کوئی آسان اور مفید نسخہ لکھیں۔

(محمد بوٹا اعوان، چوک منڈا مظفر گڑھ)

ج: آپ بچی کو انار کا پانی، لیموں کا رس، املی آلو بخارا کا پانی، سنگترے، مالٹے وغیرہ کھلائیں پلائیں۔ سفوف فرحت ۳/۴ ماشہ صبح و شام کھلائیں۔ برگ مہندی کو پانی میں جوش دیں اور اس پانی سے غرغرے کرائیں۔ اسی طرح دھنیا کے پانی سے، انار کے چھلکے کے پانی سے غرغرے کرائیں۔ برگ گاؤزبان جلا کر اس کی راکھ چھالوں پر چھڑکیں۔ انشاء اللہ ان تدبیروں سے صحت کاملہ ہوگی۔

بالوں کی سفیدی

س: میرے سر کے بال تیزی سے سفید ہو رہے ہیں۔ میری عمر ۱۹ سال ہے۔ نیز جب بالوں میں تیل لگاتا ہوں تو بے شمار بال گرتے ہیں۔ آپ نے ۱۵ر جولائی ۸۳ء کے شمارے میں بالوں کی سفیدی کے لئے ایک نسخہ لکھا تھا۔ جس میں مردار سنگ، ملتانی مٹی وغیرہ دوائیں لکھی تھیں۔ کیا میں یہ نسخہ استعمال کر سکتا ہوں۔ دوسرے یہ کہ آپ نے گرتے بالوں کے لئے سر منڈوا کر روغن آس اور روغن آملہ ملا کر استعمال کرنے کو لکھا تھا لیکن میں سر منڈوانا نہیں چاہتا کیا سر منڈوائے بغیر یہ روغن استعمال کر سکتا ہوں۔

(ضیاء الرحمٰن، چک ۱۶۳، تحصیل گوجرہ)

ج: آپ صابن کا استعمال فوراً ترک کر دیں۔ آملہ کے پانی سے بال دھویا کریں۔ نیز روغن آملہ اور روغن آس بال خشک ہونے پر یوں لگایا کریں کہ روغن بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ آپ مردار سنگ والا نسخہ استعمال نہ کریں۔ صبح کو کسی دیوار کے ساتھ سر کے بل کھڑے ہونے کی ورزش کریں۔

حکیم آزاد شیرازی روزانہ بارہ بجے دوپہر تا آٹھ بجے رات نواں محلہ اندرون شیرانوالہ دروازہ میں مل سکتے ہیں — جمعرات کو ملاقات نہیں ہوتی۔